مغیث الدین فریدی کی نعتیہ شاعری

وجود کے تمام مراتب میں انسان اکمل ہے اور جملہ افرادِ انسانی میں محمد ﷺ سب سے اکمل وارفع ہیں۔آپؐ اخلاق خداوندی سے بدرجۂ کامل آراستہ ہیں۔دوسروں کو یہ مرتبہ آپ کی پیروی اور آپ ہی کی محبت سے ظلّی طور پر حاصل ہوتی ہے۔اس لئے خدا اور خدا کے پیغمبر حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی محبت میں تڑپنے اور آنسو بہانے والے سچے مومن کہلانے کے مستحق ہیں اور ایسے مومنوں کو خدا بھی عزیز رکھتا ہے۔علامہ اقبال کا شعر ہے:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ،ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اسی لئے صحابہ کرام خدا کی عبادت اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی محبت میں جان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔نبی ﷺ کی مدح اور توصیف کرنے والوں سے خدا تعالیٰ نہ صرف خوش ہوتا ہے بلکہ ان کی گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کر دیتے ہیں۔کتنے خوش نصیب تھے حضرت سیدنا حسان بن ثابتؓ کہ جب وہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے مدحیہ اشعار پڑھتے تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:''اللھم ایدہ بروح القدس'' (یعنی الٰہی جبریل امین کے ذریعے ان کی تائید فرما)۔

کیا سماں ہوگا جب نعت کی محفل سجی ہوگی،آپ ﷺ جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت حسان بن ثابتؓ آپؐ کی شان میں اشعار پیش کرتے ہوں گے:

واحسن منک لم تر قط عینی

(آپ سے زیادہ حسین انسان کسی آنکھ نے نہیں دیکھا)

واجمل منک لم تلد النساء

(آپ سے زیادہ خوبصورت شخص کسی ماں نے نہیں جنا)

خلقت مبرءاً من کل عیب

(آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک کر کے پیدا کیا)

کانک قد خلقت کما تشاء

(گویا آپ تو اس طرح پیدا ہوئے ہیں جیسا آپ خود چاہتے تھے)

اسی لئے حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا تھا:

''دنیا کا سورج تو ڈوب جاتا ہے مگر ہمارا ''سورج'' ہے کہ ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور یہ غروب نہیں ہوتا۔''

نبی کریم ﷺ سے محبت مومن کے ایمان کی پہچان ہے اور آپ ﷺ کی عقیدت و اطاعت دنیا و آخرت میں باعث نجات ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف میں مصروف رہنا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے قلب پر انوارِ الٰہی کا فیضان ہے۔ تبھی تو حضرت امیر خسروؒ نے دیکھا کہ ساتویں آسمان پر حضور کی محفل سجی ہے جس میں تمام ولی اللہ موجود ہیں اور شیخ سعدیؒ اپنا مشہور قصیدہ:

بلغ العلٰی بکمالہ
کشف الدجٰی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

سنا رہے ہیں اور محفل میں ایک نورانی ہالہ گردش کر رہا ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ انہیں حضور ﷺ کی صحبت نصیب تھی لیکن شیخ سعدیؒ کو نورِ الٰہی کا فیضان حاصل تھا جن کی بدولت انہیں ساتویں آسمان پر حضور اکرم ﷺ کی محفل میں شریک ہونے اور آپ ﷺ کی شان میں قصیدے سنانے کا شرف حاصل ہوا۔

کتنے عاشقانِ رسول ﷺ اس دنیا میں آئے اور نبی کی مدحت میں اشعار لکھے اور اب بھی عاشقانِ رسول کی عقیدتوں سے کائنات معطر ہو رہی ہے اور یہ سلسلہ شاید ہی ختم ہو کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات میں جو خوشبو ہے وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اس خوشبو سے کائنات قائم ہے اس لئے اظہارِ محبت کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ مغیث الدین فریدی بھی انہیں عاشقانِ رسول ﷺ میں سے ایک تھے جنہوں نے اس حقیقت کی تائید یوں کی ہے:

نعتِ نبیؐ سے دونوں جہاں میں وجد کا عالم کیف کی حالت
سازِ ازل کا ہے یہی سرگم صلی اللہ علیہ وسلّم

مغیث الدین فریدی کو جذبۂ عشقِ رسول ﷺ اپنے اجدادِ اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اور حضرت شیخ سلیم چشتیؒ سے وراثت میں ملا تھا تبھی تو نبیؐ کی یاد سے ان کا دل ہمہ وقت معمور ہے اور وردِ درود ان کا شغل بن گیا ہے:

دل سے تڑپ کر آنکھ تک آئے موتی بن کر آنکھ سے ٹپکے
ذکرِ نبیؐ سے آنکھ ہے پُرنم صلی اللہ علیہ وسلّم
یادِ نبیؐ کی دل میں نہاں ہے نام نبیؐ کا وردِ زباں ہے
شغل یہی ہے روح کو ہر دم صلی اللہ علیہ وسلّم

اپنے پیارے نبیؐ کی یاد اور محبت میں تڑپتے رہنے کے بعد محبت کی شدت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ فریدی، نبیؐ کے نور کو اپنے دل کے آئینہ خانہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے خدا سے وہ دعا گو ہیں کہ:

دل کی جگہ وہ آئینہ دے دے مجھے خدا
جس آئینہ میں نور نبیؐ کا رہا کرے

نور کا سرچشمہ خود خدا کی ذاتِ پاک ہے۔ اس نور کو نورِ قاہرہ کہا جاتا ہے۔ کائنات کی تخلیق اور موجودات عالم کے اندر اسی نورِ قاہرہ سے زندگی پیدا ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے سب سے پہلا تنزل حقیقتِ محمدیؐ میں فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اوّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُورِی'' یعنی پہلی چیز جو اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔ فریدی اسی نور کو اپنے دل میں رکھنے کے متمنی ہیں۔ محمد ﷺ کے نور سے اپنے سینے کو منور کرنے کی یہ آرزو عشق رسول کی انتہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''نبی ﷺ اہلِ ایمان کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب اور عزیز تر ہے'' فریدی کے اشعار بھی عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ان کی دعا ضرور پوری کی ہوگی کیوں کہ بقول علامہ اقبال:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

نورِ الٰہی کے راز سے فریدی بخوبی واقف ہیں۔ جب تک نور کی بارش ہوتی رہے گی تب تک موجوداتِ کائنات میں زندگی باقی رہے گی لیکن نور کی بارش جیسے ہی رکے گی زندگی تھم جائیگی۔ اسی لئے فریدی چاہتے ہیں کہ نور کی بارش مسلسل ہوتی رہے۔

ہر شب زمیں پہ نعت کی محفل سجا کرے
ہر شب فلک سے نور کی بارش ہوا کرے

اشراقی فلسفے کے مطابق موجوداتِ کائنات کی حرکات کا مبدا نورِ اوّل (یا نورِ قاہر) ہے۔ حرکات سے مراد تبدیلیٔ مقام نہیں بلکہ حرکات کا سبب منوّر کرنے کی خواہش ہے جو نورِ اوّل کا جوہر بھی ہے۔ یہی وہ خواہش ہے جس کی بدولت نور چاروں طرف پھیل جاتا ہے اور اپنی شعاعوں کو تمام موجودات پر ڈال کر ان میں زندگی کی روح پھونک دیتا ہے اور اس سے جو تجلّیات پیدا ہوتی ہیں ان کی تعداد لامحدود ہوتی ہے۔ ان تجلیات میں جن کی روشنی شدید ہوتی ہے وہ دوسری تجلیات کا سرچشمہ بن جاتی ہیں جس سے آہستہ آہستہ ان کی روشنی میں کمی آنے لگتی ہے یہاں تک کہ ان میں دوسری تجلّیوں کو پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ اپنا وجود بھی کھو دیتی ہیں۔ اس طرح ایک تجلّی اپنا وجود کھوتی ہے تو بے شمار تجلّیاں دوسری تجلّیوں کا سرچشمہ بن جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہتا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کی ذات تو نورِ مجسم ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور کائنات میں رحمتوں کی بارش ہوتی رہے گی۔ کیوں کہ آپ کا نور تو وہ سرچشمہ ہے جس کے وسیلے سے نورِ اوّل وجود کے بے شمار اقسام کو حیات وقیام بخش دیتا ہے۔

دین کے رہبر ہادیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلّم
نورِ مجسم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم

اس لئے دنیا میں ایسا کون شخص ہے جو محمد ﷺ کی امّت ہونے پر نازنہ کرتا ہو۔ فریدی بھی اپنی قسمت پر نازاں ہیں کہ وہ آقاؐ کے غلاموں میں سے ہیں۔

کریں گے قسمت پہ ناز اپنی ہمیشہ تیرے غلام آقاؐ
نویدِ رحمت کے ساتھ ہم کو ملا ہے خیرالانام آقاؐ

حضور ﷺ سے پہلے کے کئی پیغمبروں نے بھی حضور کی امّت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی کیوں کہ آپ سب سے اشرف اور خیرِ مجسم ہیں۔

سب سے اطہر سب سے مقدس سب سے اعلیٰ سب سے افضل
ذاتِ نبیؐ ہے خیرِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم
فرشِ زمیں پر گنبدِ خضرا عرشِ بریں پر عکس ہے اسؐ کا
آپؐ سے روشن ہیں یہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم

تبھی تو خیرِ مجسم حضور اکرم ﷺ سے یہ دوعالم روشن ہے۔اس لئے فریدی بھی دعا گو ہیں کہ ان کا بھی سینہ آپؐ کے انوار سے ہمہ وقت روشن رہے۔اس کے بعد کونین کا دامن بھی ان سے چھوٹ جائے تو انہیں غم نہیں ہوگا۔اصغر گونڈوی کی نعت کے ایک شعر پر تضمین کرتے کہتے ہیں:

روشن رہے سینہ ترے انوار سے ہر دم
ہے میرا وظیفہ یہی اے ہادیِٔ اعظمؐ
کافی ہے مجھے دامنِ سرکارِ دوعالمؐ
''چھوٹ جائے اگر دامنِ کونین تو کیا غم
لیکن نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ محمدؐ

محمد ﷺ کے انوار سے سینہ روشن ہوجانے کے بعد بندہ کے قلب پر نورِ الٰہی کا فیضان ہونا لازمی ہے۔اس لئے مجھے یقین ہے کہ فریدی کے قلب پر انوارِ الٰہی کا فیضان ہوا ہوگا اور وہ قربِ خداوندی کی لذت سے آشنا ہوئے ہوں گے۔شیخ سعدیؒ کی طرح فریدی اپنے نعتیہ اشعار کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی محفل میں حاضر ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں لیکن ان کے نعتیہ اشعار کرۂ ارض کی تمام سطحوں کو عبور کر کے حضور اکرم ﷺ کی محفل میں ضرور پہنچ گئے ہونگے۔تبھی تو وہ کہتے ہیں:

کس طرح بیاں ہو اثرِ برقِ تجلّی
گم ہو گئی انوارِ حقیقت میں نظر بھی
فارغ ہے غمِ کون و مکاں سے دلِ وحشی
''کچھ صبحِ ازل کی نہ خبر شامِ ابد کی
بے خود ہوں تہہ سایۂ دامانِ محمدؐ''

سایۂ دامانِ محمدؐ میں بے خود ہوجانے کے بعد فریدی پر یہ کیفیت طاری ہوجاتی ہے:

فریدی یہ بھی اک جوشِ عقیدت کا کرشمہ ہے
نگاہوں سے درِ آقا پہ سجدے کا ادا ہونا

نگاہوں سے در آقا پہ سجدے کا ادا ہونا فریدی کی روحانی لذتوں کی انتہا ہے۔ بو علی سینا کا خیال ہے کہ جس طرح مادی لذتوں کے کئی درجات ہوتے ہیں اسی طرح روحانی لذتوں کے بھی کئی درجات ہوتے ہیں۔ مثلاً حسین یادوں میں ایک خاص طرح کی لذت کا احساس ہوتا ہے جو روحانی لذت کا ایک درجہ ہے۔ لذت کا دوسرا درجہ مخلص اور سچے دوست احباب کی قربت ہے۔ تیسرا درجہ علم کا حصول ہے۔ چوتھا درجہ فکر ہے۔ اسی طرح پانچویں درجے کی لذت ذکر و سجود سے پیدا ہوتی ہے۔ عالموں کا خیال ہے کہ نماز میں نمازی کی روح خدا سے ہم کلام ہوتی ہے۔ مسرت قرب یزداں ہے اور الم یزداں دوری کا نام ہے۔

فریدی نے اپنے دادا استاد ولی فتحپوری کے ایک نعتیہ شعر پر تضمین کی ہے۔ جس میں حضرت محمد ﷺ کے تئیں ان کی محبت اور عقیدت قابلِ دید ہے۔

نمایاں رحمتِ حق ہوگئی نورِ مجرّد سے
تڑپ کر شوقِ سجدہ بڑھ چلا ہے ہوش کی حد سے
دوبالا ہو گئی شانِ سخن حرفِ مشدد سے
''اذانِ قندِ مقرر ہوگئی نامِ محمد سے
مزہ کچھ اور پیدا ہو گیا اللہ اکبر سے''

فریدی اپنے نعتیہ اشعار میں حمدِ خدا کے بعد ہمہ وقت نبیؐ کی ثنا کرنے کے قائل ہیں۔ فریدی حضور ﷺ کی محبت میں اس قدر غرق ہو چکے ہیں کہ انہیں نعت میں وہی کیف واثر کا احساس ہوتا ہے جو خدا کی حمد میں ہے۔

فریدی جو مزا حمدِ جنابِ کبریا میں ہے
وہی کیف واثر نعتِ محمد مصطفیٰ ﷺ میں ہے

فریدی کے دل کی یہ کیفیت فطری ہے کیوں کہ محمد ﷺ وہ آئینہ ہیں جس میں خدا اپنا عکس دیکھتا ہے۔ ابن عربی نے بھی کہا تھا کہ انسان خدا کا اور خدا انسان کا آئینہ ہے۔ ابن عربی نے جس انسان کی بات کی ہے اس سے مراد مرد کامل ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مردِ کامل کی بہترین مثال ہے۔ تبھی تو شبِ معراج میں فرشتوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو آئینۂ نور خدا ہونے پر مبارک باد پیش کی تھی۔

شبِ معراج یہ نغمہ ملائک کی زباں پر تھا
مبارک آپ کو آئینۂ نورِ خدا ہونا

صوفیوں کے نظریہ کے مطابق خدا تعالیٰ نے سب سے پہلا تنزل حقیقتِ محمدیؐ میں فرمایا ہے لہٰذا ذاتِ محمد ﷺ آئینہ ہے جس میں خدا خود کو دیکھتا ہے۔ اظہر کمالی کی نعت کے ایک شعر کی تضمین کرتے ہوئے فریدی نے معراج کی رات کا نقشہ کھینچا ہے اور صوفیوں کے اسی خیال کو یوں ظاہر کیا ہے۔

جلوہ ہی جلوہ ہے شاہد ہے نہ کوئی مشہود
عرشِ اعظم پہ ملائک کی زباں پر ہے درود
جگمگاتا ہے تجلّی سے شبستانِ وجود
''نور کا مرکزِ اصل کی طرف عزم صعود
ارتقائے بشریّت کے مقامات کی رات''

دنیا میں لاکھوں نبی بھیجے گئے ہیں۔ان میں سبھی برگزیدہ ہیں لیکن حبیبِ کبریا ہونے کا وصف صرف ہمارے نبی محمد مصطفٰے ﷺ کو حاصل ہوا تھا۔حدیثِ قدسی ہے''لولاک لما خلقت الافلاک''یعنی اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''کنت نَبِیّاوادمُ بینَ الماءِ وَالطّینِ''یعنی میں نبیؐ تھا جب کہ آدم پانی اور مٹّی کے درمیان تھے۔فریدی ان حقیقتوں سے بخوبی واقف تھے لہٰذا وہ کہتے ہیں:

نبیؐ سب برگزیدہ ہیں مگر شاہِ دوعالم کا
یہ وصفِ امتیازی ہے، حبیب کبریا ہونا

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نعت باعث شرف وسعادت ہے۔یہ خالقِ کائنات اور ملائکہ کا وظیفہ ہے۔خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہلِ ایمان سے ارشاد فرمایا ہے:

''ان اللہ و ملائکتة یصلون علی النبی یاایھاالذین امنو اصلوا علیه و سلمو اتسلیما''
(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر اے ایمان والو تم بھی نبیؐ پر درود بھیجو۔)

لیکن نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا شرف انہیں ہی نصیب ہوتا ہے جن پر سرکارِ دوعالم کی توجہ ہوتی ہے:

نتیجہ ہے یہ سرکارِ دوعالم کی توجہ کا
کسی کی دل کی دھڑکن میں درودوں کی صدا ہونا

شدّتِ عشق رسول ﷺ کا یہ عالم ہے کہ فریدی کے تصورات میں حضور اکرم ﷺ کے غارِ حرا میں جانا اور وہاں جا کر غارِ حرا کو زینت بخشنا اور پھر وہاں جبریل کا وحی لے کر آنے کا منظر رقص کرتا رہتا ہے۔فریدی اس کو اسلام کی تاریخ کا تابندہ حصہ قرار دیتے ہیں۔

یہی اسلام کی تاریخ کا زریں ورق ٹھہرا
نبیؐ کا گھر سے چل کر زینتِ غارِ حرا ہونا

فریدی سورۂ اقرا کی اہمیت کے مدنظر کہتے ہیں کہ یہ سورۂ اقرا کی ہی یہ برکت ہے کہ آج تک غارِ حرا روشن ہے اور آج بھی اس میں پرِ جبرئیل کا عکس موجود ہے۔

منوّر ہے وہ گوشہ سورۂ اقرا کی برکت سے
پرِ جبریل کا عکس آج بھی غارِ حرا میں ہے

غارِ حرا عبادت وریاضت کی علامت ہے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے سینے کو قرآن کی روشنی سے منوّر کردیا تھا۔دین کی اسی روشنی سے یہ کائنات منوّر ہے۔اس لئے فریدی کی تلقین ہے کہ سورۂ اقرا کا ورد اس طرح کرنا چاہئے کہ ہمیشہ غارِ حرا کا عکس آنکھوں میں بسا رہے۔وردِ سورۂ اقرا علم کی روشنی سے فیضیاب ہونے کی بھی علامت ہے۔

تیرے تصور سے میرا سینہ بنا ہے غارِ حرا کا کونہ
ترے وسیلے سے مل گیا ہے مجھے خدا کا کلام آقاؐ

اس طرح وردِ سورۂ اقرا ہوا کرے
آنکھوں میں عکس غارِ حرا کا رہا کرے

فریدی نعتِ پاک کے بعد نبی ﷺ کی ثنا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روضۂ اقدس کی جالی ادب سے چومنے والوں کو دین و دنیا کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

جو نعتِ پاک اپنی زباں سے ادا کرے
حمدِ خدا کے بعد نبیؐ کی ثنا کرے
ادب سے روضۂ اقدس کی جالی چومنے والے
سعادت دین و دنیا ترے دستِ رسا میں ہے

اس لئے فریدی خدا سے دعا گو ہیں کہ خدا انہیں روضۂ اقدس اور دیارِ نبی ﷺ کی گلیوں، ان ﷺ کی محبت میں جان چھڑکتے ہوئے چلنے اور روضہ کی جالیوں کو چوم کر نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گلیوں میں انؐ کی جان چھڑکتی ہوئی چلوں
ایسا بھی زندگی میں کبھی ہو خدا کرے
روضہ کی جالی چوم کے نعتِ نبی پڑھوں
توفیق ایسی خالقِ اکبر عطا کرے

فریدی فقیر صفت انسان تھے۔ان کی نظر میں دنیا کی شان وشوکت ہیچ اور معمولی ہے۔وہ حضور ﷺ کے در کی گدائی پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے در کی گدائی میں جو شان کج کلاہی ہے وہ شکوہِ قیصر وجم کو بھی کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔

اگر عطا ہو تو سایۂ در ملے تو چشم کرم کی جنبش
نہ مجھ کو دارالسلام آقاؐ نہ مجھ کو کوثر کا جام آقاؐ
شکوہِ قیصروجم کو جو خاطر میں نہیں لاتی
وہ شانِ کج کلاہی آپ کے در کے گدا میں ہے

فریدی کو آپؐ کے در کی گدائی پر ناز ہے اور خود کو غلامِ پنجتن سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔اس لئے خدا اور خدا کے رسوم ﷺ سے ان کی جو امیدیں وابستہ ہیں وہ لامتناہی ہیں۔وہ صرف تسنیم و ارم پر قناعت نہیں کرتے۔

قناعت صرف تسنیم و ارم پر کر نہیں سکتا
تنک ظرفی سمجھتا ہوں فقط فردوس میں رہنا
بقدرِ شانِ رحمت ہو صلا میری عقیدت کا
''غلامِ پنجتن ہوں پانچ حصے لے کے مانوںگا
ارم میں خلد میں فردوس میں کوثر میں

فریدی درِ آقا ﷺ اور دیارِ آقا ﷺ کی منظر کشی والہانہ انداز میں کرتے ہیں اور منظر کشی کرتے وقت اسلامی تاریخ کا بھی جائزہ لیتے ہیں کہ قبل از اسلام میدانِ منیٰ کا منظر کیسا تھا اور طلوعِ اسلام کے بعد کا منظر کیسا ہے۔

غروب کفر کا منظر اسی میداں نے دیکھا تھا
طلوعِ دین کا نظارہ میدانِ منیٰ میں ہے

فریدی نے انہیں خیالات کو اظہر کمالی کی نعت کے ایک شعر کی تضمین میں بیان کیا ہے:

کسی کا دم آشنا نہیں تھا مزاجِ صدق وصفا سے پہلے
بچائے رہتا تھا اپنا دامن اثر بھی آہِ رسا سے پہلے
وفا کا مفہوم کچھ نہیں تھا نبیؐ کے درسِ وفا سے پہلے
''نہ آدمیت سے واسطہ تھا، نہ رابطہ تھا خدا سے پہلے
زمانہ تاریکیوں میں گم تھا ظہورِ خیر الوریٰ سے پہلے''

خدا نے فریدی صاحب کو دیارِ نبی اور روضہ کی زیارت کا موقع تو نہیں دیا لیکن انہوں نے اپنے بیٹے فیض فریدی کی آنکھوں سے مدینہ منورہ کی زیارت ضرور کی ہے۔

میں اپنی شومیِ قسمت سے دور ہوں لیکن
بشکلِ فیض ہیں قلب و نظر مدینے میں

فیض فریدی کی نظر سے درِ محمد ﷺ کی زیارت کرنے کے بعد انہیں محسوس ہوتا ہے کہ وہ نعتِ نبی ﷺ میں مصروف ہیں اور سنہری جالیوں کی خوشبو سے پوری فضا مہک اٹھی ہے۔

فریدی محفلِ نعتِ نبی کا لطف کیا کہئے
سنہری جالیوں کے عطر کی خوشبو فضا میں ہے

فریدی صاحب کے بیٹے فیض فریدی سعودی عرب میں تھے اور پہلی مرتبہ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضری دی تھی تو ایک رومال کو عطر میں خوب تر کر کے اس رومال سے سنہری جالیوں کو صاف کیا تھا۔ پھر اس مہکتے ہوئے مقدس رومال کے ٹکڑے انہوں نے لفافوں میں رکھ کر ڈاک سے فریدی صاحب کو بھیجے تھے۔ اس لفافے کے ملنے کے بعد فریدی صاحب خوشی سے جھوم اٹھے تھے۔ خط اور خط کا ہر اک حرف عکسِ گنبدِ خضرا سے نگینہ کی طرح دمکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ دیارِ نبی ﷺ کی خوشبو عطر سے مہکتے ہوئے رومال کے ٹکڑوں میں جذب ہو کر آئی تھی جوان کے دل و دماغ کو معطر کرنے لگی۔ خانۂ کعبہ، گنبدِ خضرا اور روضہ کی سنہری جالیوں کے مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگے تھے اور نبی ﷺ اور دیارِ نبی ﷺ کی عقیدت و محبت سے چھلکتے ہوئے فریدی بے اختیار یہ اشعار کہے۔

مہک رہا ہے لفافہ ہر ایک پہلو سے
بسا ہوا ہے دیارِ نبی ﷺ کی خوشبو سے

نگینہ بن کے ہر اک حرفِ خط دمکتا ہے
کہ عکسِ گنبدِ خضرا سے خط چمکتا ہے
وہ جس کو چاہیں کرم سے نواز دیتے ہیں
بہانہ کوئی ہو آقا ﷺ بلا ہی لیتے ہیں
نبی ﷺ کے روضہ کو یہ بھی کرم خدا کا ہے
ہمارے نورِ نظر نے نظر سے چوما ہے

فریدی کے نعتیہ اشعار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔عشقِ رسول جس کا زادِراہ اور قرآن کریم جس کا ساز و برگ ہوتا ہے وہ انسانیت کے شرفِ کامل تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور تدبیر و تقدیر اس کے اشاروں پر عمل کرتی ہے۔وہ عبدیت کے درجۂ کمال پر فائز ہو کر صفاتِ ملکوتی حاصل کر لیتا ہے۔فریدی کی نعتوں اور غزلوں کے بے شمار اشعار ایسے ہیں جنھیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مقامِ عبدیت حاصل کر چکے تھے۔

فریدی کے نعتیہ کلام میں ثنائے خواجہ بھی ہے اور سیرتِ رسول کے اجزا بھی۔عشقِ رسول کا پیغام بھی، اتباعِ نبی ﷺ کی تلقین بھی اور تاریخی اشارات بھی موجود ہیں۔پھر بھی ان کا خیال ہے کہ نبیؐ کی مدحت کرنے کی نہ ان میں صلاحیت ہے اور نہ جرأت کیوں کہ پاسِ ادب سے زباں پہ مہر لگ جاتی ہے اور نظریں چشمِ عقیدت خم ہا جاتی ہیں۔

فریدیِ بے نور کی ہمت کہاں کہ نعتِ نبیؐ سنائے
زباں پہ مہرِ ادب لگی ہے نظر کرے گی سلام آقاؐ

آپ ﷺ کی تعریف و توصیف جس انداز میں قرآن میں بیان کی گئی ہے اس کا کوئی جواب نہیں۔کسی انسان کی کیا مجال کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف کا حق ادا کر سکے۔ساری کائنات اس میں عاجز ہی نہیں بلکہ اس کی قدرت سے باہر ہے۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

(ہم اپنی تحریروں اور الفاظ سے حضور اکرم ﷺ کی تعریف نہیں کر سکتے البتہ اپنی تحریروں کی شان کو ان کے ذکرِ مبارک سے بڑھایا کرتے ہیں)

فریدی کی نعتیہ شاعری پُر شکوہ اور سادہ الفاظ کا حسین امتزاج ہے۔عموماً سادگی سے اپنی فکر کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔الفاظ پُر تاثیر اور عشق محمد ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور براہِ راست دل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں۔

Residence: 262-D, Shipra Sun City, Indirapuram, Ghaziabad-201014
Mobile No: 09911796525
Website:people.du.ac.in/~aahmad